لوگوں کو میری سنت کی تعلیم دو اگر چہ وہ اس کو پسند نہ کریں، اور اگر تمہیں یہ پسند ہے کہ پل صراط پر پلک جھپکنے کے برابر بھی نہ روکے جاؤ حتی کہ جنت میں داخل ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کے دین میں کوئی نئی چیز (بدعت) ایجاد مت کرنا۔ (الحدیث)

ایصال ثواب اور قرآن خوانی

اہمیت وضرورت اور اصلاحات

آج امت مسلمہ مرحومہ

ایصال ثواب کے مسئلہ میں افراط و تفریط اور بے اعتدالی کا شکار ہے ایک گروہ سرے سے ایصال ثواب کا منکر ہے دوسرا گروہ ایصال ثواب کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دے رہا ہے ایصال ثواب کے لئے پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرامؓ کے طریقوں سے ہٹ کر تداعی، ریاونمائش، خلاف سنت اجتماع اور دعوت جیسی بے جا رسومات کا اہتمام کر رہا ہے اس کتابچہ میں رسومات کی قباحتوں کو واضح کرتے ہوئے احناف اہل سنت والجماعت کا معتدل مسلک پیش کیا گیا ہے۔

مرتب

مولانا خورشید انور قاسمی فیض آبادی

استاذ حدیث وفقہ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ناشر: مکتبہ ''فوز وفلاح'' لالباغ مرادآباد

اس کتاب میں

شریعت کا ایک اہم قانون

جس عبادت کو شریعت نے انفرادی طور پر مشروع فرمایا ہے، اس کو اجتماعی طور پر ادا کرنا بدعت ہے، مثلاً نماز کے علاوہ شریعت نے ذکر وتسبیح اور درود شریف وغیرہ کو اجتماعی طور پر پڑھنے کا حکم نہیں دیا ہے، لہٰذا اس کیلئے اجتماع کرنا بدعت ہے، فتاوی عالمگیری میں محیط کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

سورۂ کافرون سے آخر تک مجمع کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ بدعت ہے، صحابہ وتابعین سے منقول وثابت نہیں ہے۔ (فتاوی عالمگیری رص ۲۲۷)

خوب سمجھ لیجئے کہ آخرت کے بازار میں صرف اور صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ''سنت'' کا سکہ چلے گا اور لوگوں نے جو بدعتوں کی جعلی اور نقلی ''کرنسیوں'' کے انبار لگا رکھے ہیں وہاں ان کی قیمت ایک کوڑی بھی نہ ہوگی بلکہ نقلی اور جعلی کرنسی بنانے اور چلانے کے جرم میں پابندِ سلاسل (اور حوضِ کوثر سے محروم) کردیئے جائیں گے۔ (اختلاف امت اور صراط مستقیم)

ایصالِ ثواب احادیث طیبہ کی روشنی میں

اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ ''ایک شخص'' کے اچھے عمل کا فائدہ ''دوسرے'' شخص کو پہنچ سکتا ہے جس کی مختلف شکلیں ہیں:

(۱) کسی شخص نے کسی کو امر بالمعروف کیا، اچھے عمل کی ترغیب دی، تعلیم دی، تو یہ دوسرا شخص جب اسکی بتائی ہوئی بات پر عمل کرے گا تو دونوں کو ثواب ملے گا۔ حدیث پاک میں ہے اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ۔ (الترغیب والترھیب ۵۸/) ''بھلے کام کی رہنمائی کرنے والا بھلائی کرنیوالے کے ثواب میں شریک ہوتا ہے'' اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا (الترغیب والترھیب ۳۹/)

(۲) کوئی انسان کسی کیلئے دعا کرتا ہے تو بھی جس کے لئے دعا کی جاتی ہے اس کو فائدہ پہنچتا ہے حالانکہ دعا کرنا دوسرے کا عمل ہے۔ (۳) کوئی شخص نیک عمل کرے اور درج ذیل تین کاموں میں سے کوئی ایک کام کرلے تو دوسرے کو ثواب پہنچ جائے گا۔ (الف) کوئی بھی نیک کام کرنے کے بعد دوسرے کو اس کا ثواب دینے کی نیت اور ارادہ کرلے (ب) اللہ جل شانہ سے دعا کرے کہ یا اللہ اس عمل کو قبول فرما کر اس کا ثواب فلاں شخص کو عطا فرما دیجئے۔ (ج) عمل کرنے سے پہلے ہی ارادہ کرلے کہ یہ عمل میں فلاں شخص کو ثواب پہنچانے کیلئے کررہا ہوں۔ تینوں صورتوں میں انشاء اللہ نیت کے مطابق دوسرے کو ثواب پہنچ جائیگا۔

اہل سنت والجماعت کے اس عقیدہ کی بنیاد اور دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث طیبہ ہیں ان میں سے چند حدیثیں قارئین کی نذر کی جارہی ہیں ۔

مؤمن کی قبر پر فرشتے اللہ کا ذکر کرتے ہیں

(۱) محدث ابونعیمؒ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا: میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ جب اپنے مؤمن بندے کی روح قبض کرلیتا ہے تو دو فرشتے اس کو آسمان تک

اٹھا کر لے جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب تو نے ہم کو اس مؤمن کے اعمال لکھنے کا ذمہ دار بنایا تھا، اب تو نے اس کو اپنے پاس بلا لیا، ہم کو اجازت عطا فرما کہ ہم زمین میں جا کر رہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری زمین تو میری (ایسی) مخلوق سے بھری پڑی ہے جو میری پاکی بیان کرتی ہے، اب (تمہارا کام یہ ہے کہ) تم دونوں جا کر میرے (اس) بندے کی قبر پر قیام کرو اور میری تسبیح و تہلیل اور تکبیر میں قیامت تک مشغول رہو اور اس کا ثواب میرے (اس) بندے کے لئے لکھتے رہو۔

تین چیزوں کا فائدہ مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا (سلسلہ جاری رہتا ہے اور مردے کو ان کا ثواب پہنچتا رہتا ہے) (۱) صدقۂ جاریہ کا (ثواب ملتا رہتا ہے)، (۲) اس علم کا، (ثواب بھی ملتا رہتا ہے) جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے (مثلاً دینیات کی تعلیم اور دینی کتابوں کی تصنیف وغیرہ جن سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہتا ہے)۔ (۳) صالح اولاد کا، (فائدہ بھی ختم نہیں ہوتا ہے) جو اس (میت) کے لئے دعا کرتی ہے۔ (مسلم شریف ۲/۴۱، ترمذی، نسائی، الترغیب والترہیب ۴۶، وابوداؤد ۲/۳۹۸)

اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت ابو امامہؓ کی روایت سے بھی یہ حدیث بیان کی ہے۔

صدقۂ جاریہ اور علم نافع اگرچہ انسان کی اپنی کوشش کا نتیجہ ہوتا ہے لیکن نیک اولاد کی دعا میں انسان کے اپنے عمل کو کوئی دخل نہیں اس کے باوجود اس دعا کا نتیجہ اور فائدہ مردہ کو ملتا ہے۔ معلوم ہوا کہ دوسرے کے عمل کا فائدہ بھی انسان کو پہنچتا ہے۔

اولاد کی دعائے مغفرت سے والدین کی ترقی ہوتی ہے

(۳) طبرانی نے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعیدؓ کی مرفوع روایت بیان کی ہے کہ اللہ جنت کے اندر نیک بندے کے درجے کو اونچا کر دے گا، بندہ (خوش ہو کر) عرض کرے گا اے میرے رب میرا یہ درجہ کیسے بلند ہوا؟ اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا تیرے بیٹے نے تیرے لئے مغفرت کی دعا کی تھی (اس کی وجہ سے) تیرا درجہ بلند کر دیا گیا۔ (تفسیر مظہری ج ۱۲، والفیۃ الحدیث بروایت مسند احمدؒ)

مردے زندوں کی دعاؤں کا انتظار کرتے ہیں

(۴) حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر کے اندر مردہ (دوسرے کی مدد کا) ایسا (محتاج ومنتظر) ہوتا ہے جیسا کوئی ڈوبتا آدمی (سہارے کا محتاج) ہوتا ہے اور باپ، ماں، اولاد یا کسی معتمد دوست کی دعا کا انتظار کرتا رہتا ہے کہ کسی کی دعا اس کو پہنچ جائے، جب دعا اس کو پہنچ جاتی ہے تو وہ دعا اسکو دنیا و مافیہا سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور زمین کے باشندوں کی دعا سے اللہ قبر والوں کے لئے پہاڑوں کے برابر (ثواب) قبروں کے اندر (عالم برزخ میں) پہنچا دیتا ہے، مردوں کے لئے زندوں کا ہدیہ استغفار ہے۔ رواہ البیہقی والدیلمی۔ (تفسیر مظہری ج ۱۲)

زندوں کی دعاؤں سے مردوں کا عذاب قبر اٹھ جاتا ہے

(۵) طبرانی نے الاوسط میں مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مرحومہ قبروں میں اپنے ساتھ گناہ لیکر جائے گی اور قبروں سے بے گناہ ہو کر نکلے گی، مؤمن اس کے لئے دعائے مغفرت کریں گے، جس کی وجہ سے وہ گناہوں سے خالص (پاک) ہو جائے گی۔ (تفسیر مظہری ج ۱۲)

علامہ سیوطیؒ کا قول ہے کہ متعدد لوگوں نے اس بات پر اجماع (اور امت کا اتفاق) بیان کیا ہے کہ (زندوں کی) دعا سے مردوں کو فائدہ ہوتا ہے اس کی دلیل قرآن پاک کی یہ آیت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ. (الحشر پ ۲۸)

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں یہ امر ظاہر ہے کہ زندوں کی دعا سے مردوں اور زندوں دونوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور یہ بات صرف اسی امت کے لئے مخصوص نہیں ہے، حضرت نوحؑ نے دعا کی تھی: رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ. (نوح، پ ۲۹) حضرت ابراہیمؑ نے آزر سے فرمایا تھا: سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا. (مریم، پ ۱۶) حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے فرمایا تھا: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ. حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے اپنے والد سے

درخواست کی تھی: یَاأَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ. حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا: سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ. (یوسف، پ ۱۳)
حضرت موسیٰ نے کہا تھا رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ. (اعراف، پ ۹)

مردوں کی طرف سے صدقہ وخیرات کیجئے

(٦) حضرت عائشہؓ راوی ہیں کہ ایک شخص (سعد بن عبادہؓ) نے عرض کیا یارسول اللہ میری ماں بغیر کچھ وصیت کئے اچانک مرگئی اور میرا غالب گمان ہے کہ اگر وہ بات کرسکتی تو کچھ خیرات کرتی اب اگر میں اس کی طرف سے کچھ خیرات کروں تو کیا اس کو ثواب پہنچے گا فرمایا ہاں۔ (بخاری ١/٣٨٦، مسلم ١/٣١)

(٧) حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ کی عدم موجودگی میں ان کی ماں کا انتقال ہوگیا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ میری ماں کا انتقال ہوگیا۔ میں موجود نہ تھا اگر اس کی طرف سے میں کچھ خیرات کروں تو کیا اس کو کچھ فائدہ پہنچے گا، فرمایا ہاں حضرت سعدؓ نے عرض کیا تو میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ میری ماں کی طرف سے خیرات ہے۔ (رواہ البخاری ١/٣٨٧، وابوداؤد ٢/٣٦٨)

پانی کا انتظام بہترین خیرات

(٨) امام احمدؒ اور چاروں اصحاب السننؒ نے لکھا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا یارسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میری والدہ کا انتقال ہوگیا اب اس کے لئے کون سی خیرات سب سے بہتر رہے گی؟ فرمایا پانی۔ یہ فرمان سن کر حضرت سعدؓ نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا یہ (یعنی اس کا ثواب) سعد کی ماں کے لئے ہے طبرانی نے صحیح سند سے حضرت انسؓ کے حوالہ سے بھی ایسی ہی حدیث نقل کی ہے۔ (تفسیر مظہری ج ١٢)

تحفہ نہ ملے تو مردوں کو غم ہوتا ہے

(٩) حضرت انسؓ کا بیان ہے: میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے

کہ جس گھر میں کوئی مر جائے ۔ پھر گھر والے اس کے لئے کچھ خیرات کریں تو جبرئیل علیہ السلام نور کے ایک طباق میں اس کو لے کر میت کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر کہتے ہیں اے گہری قبر والے: یہ تحفہ ہے جو تیرے گھر والوں نے تیرے لیے بھیجا ہے اس کو لے لے، اس طرح وہ مردہ تحفہ لے کر قبر میں واپس جاتا ہے اور خوش ہوتا ہے لیکن اس کے برابر اور آس پاس کی قبروں والے جن کو کچھ نہیں بھیجا جاتا وہ غمگین ہوتے ہیں ۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط تفسیر مظہری ج ۱۲)

مردوں کی طرف سے حج کیجئے

(۱۰) حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے والدین کے لئے ''دوزخ سے آزادی'' (کا پروانہ) لکھ دیتا ہے اور ان کے لئے حج کامل ہوتا ہے، لیکن حج کرنے والے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی ۔ (تفسیر مظہری ج ۱۲)

(۱۱) ابو عبداللہ ثقفیؒ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ جس کے ماں باپ حج نہ کر سکے ہوں اور وہ ماں باپ کے لئے حج کرے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا اس کے ماں باپ (عذاب سے) آزاد ہو جائیں گے اور آسمان میں ان کی روحوں کو بشارت دی جائے گی اور اللہ کے ہاں اس کو (ماں باپ کے ساتھ) صلہ رحمی اور اچھا سلوک کرنے والا لکھا جائے گا۔

(۱۲) حضرت بن عباسؓ راوی ہیں کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا میری ماں مر چکی ہے کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا یہ بتا کہ اگر تیری ماں پر کچھ قرض ہو اور تو (اس کی طرف سے) ادا کر دے (تو کیا ادا ہو جائے گا؟) عورت نے عرض کیا کیوں نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ماں کے لئے حج کرنے کا حکم دیدیا۔ (رواہ الطبرانی)

(۱۳) حضرت انسؓ کی روایت ہے ایک شخص نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا میرا باپ مر گیا اور حج اسلام (یعنی فرض حج نہ کر پایا) (کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتا ہوں) فرمایا یہ بتا کہ اگر تیرے باپ پر قرض ہو جس کو وہ ادا نہ کر سکا ہو اور تو ادا کر دے (تو کیا ادا ہو جائے گا؟ حج کو ایسا ہی سمجھ) (رواہ البزار والطبرانی بسند حسن)

(۱۴) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی میت کی طرف سے حج کرے گا اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا میت کو ملے گا (یا مطلب یہ ہے کہ میت کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا حج کرنے والے کو ملے گا) (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

(۱۵) حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سنا ایک شخص (جس نے شبرمہ کی طرف سے احرام باندھا تھا) کہہ رہا تھا لبیک عن شبرمۃ (شبرمہ کی طرف سے لبیک) آپ نے پوچھا: شبرمہ کون؟ اس شخص نے جواب میں کہا "میرا بھائی یا میرا عزیز" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اپنا حج کر چکا ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا تو پہلے اپنا حج کر پھر شبرمہ کا حج کر، رواہ ابوداؤد وابن ماجہ والدارقطنی والبیہقی، بیہقی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ (تفسیر مظہری ج ۱۲)

غلام و باندی آزاد کرنے کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے

(۱۶) عطاء اور زید بن اسلم کی مرسل روایت ہے کہ ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر کر عرض کیا یا رسول اللہ! میرا باپ مر چکا ہے میں (اس کو ثواب پہنچانے کیلئے) اس کی طرف سے غلام آزاد کر دوں؟ فرمایا: ہاں۔ (ابن ابی شیبہ نے یہ دونوں حدیثیں بیان کی ہیں)

کافر کے لئے ایصال ثواب نہیں

(۱۷) حضرت عمرو بن عاصؓ نے خدمت گرامی میں عرض کیا یا رسول اللہ! میرے والد عاص بن وائل نے وصیت کی تھی کہ ان کی طرف سے سو غلام آزاد کئے جائیں۔ چنانچہ ہشام نے ان کے نام پر پچاس غلام آزاد کر دیئے۔ کیا میں بھی ان کی طرف سے (پچاس غلام) آزاد کر دوں؟ (حالانکہ میرے والد مسلمان نہیں ہوئے تھے) حضور ﷺ نے فرمایا (نہیں اگر وہ مسلمان ہوتے اور تم ان کی طرف سے آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا حج کرتے تو ان کو (اس کا ثواب) پہنچتا۔ (ابوداؤد ۲/۳۹۹)

روزہ کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَمَّا اَبُوْکَ فَلَوْ کَانَ اَقَرَّ بِالتَّوْحِیْدِ فَصُمْتَ وَتَصَدَّقْتَ عَنْهُ نَفَعَهٗ ذٰلِکَ. "اگر تمہارے والد توحید کا اقرار کر کے اسلام قبول کر لیتے اور تم ان کی طرف سے روزہ رکھتے، صدقہ خیرات کرتے تو ان کو اس کا فائدہ و ثواب پہنچتا"۔ (روح المعانی ۲۷/۱۰۱)

نفل نماز اور تلاوت قرآن کا ایصال ثواب

(۱۸) حضرت حجاج بن دینارؒ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیکی بالائے نیکی (یعنی دوہری نیکی) یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ماں باپ کے لئے بھی نماز پڑھے اور اپنے روزے کے ساتھ ان کیلئے بھی روزہ رکھے اور اپنے لئے خیرات کرنے کے ساتھ ان کیلئے بھی خیرات کرے (رواہ ابن ابی شیبہ)

(۱۹) حضرت علیؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ جو شخص قبرستان سے گزرے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ گیارہ بار پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخش دے اللہ تعالیٰ اس قبرستان کے (تمام) مردوں کی تعداد کے برابر اس کو ثواب عطا فرمائے گا۔ رواہ ابو محمد السمر قندی۔ (تفسیر مظہری ج ۱۲)

(۲۰) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قبرستان میں داخل ہو پھر سورۂ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ کر کہے۔ (یا اللہ!) میں نے جو آپ کا کلام پڑھا اس کا ثواب اس قبرستان کے مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو بخش دیا تو اللہ کی بارگاہ میں وہ مردے اس کی شفاعت کریں گے۔ رواہ ابو القاسم سعد بن علی۔ (تفسیر مظہری ج ۱۲)

(۲۱) حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قبرستان میں جائے پھر سورۂ یٰسین پڑھے تو اللہ ان مردوں سے عذاب ہلکا کر دے گا اور اس قبرستان کے مردوں کی تعداد کے موافق اس شخص کے لئے نیکیاں (لکھ دی جائیں گی) اخرجہ عبد العزیز صاحب الخلال بسندہ۔

(۲۲) ایک حدیث میں ہے اپنے مُردوں پر سورۂ یٰسین پڑھو۔ امام تفسیر علامہ قرطبیؒ نے فرمایا: جمہور کے نزدیک اس کا مطلب ہے ''مرنے کے وقت مردے کے قریب سورۂ یٰسین پڑھو''۔ شیخ عبد الواحد مقدسیؒ نے فرمایا: اس کا مطلب ہے ''قبرستان میں داخل ہونے کے وقت سورۂ یٰسین پڑھو''۔ حضرت محب طبریؒ نے کہا دونوں حالتوں میں پڑھنا مراد ہے۔ (تفسیر مظہری ۱۲)

ایصال ثواب سلف صالحین کی نظر میں

(۱) ابن ابی شیبہؒ نے حضرت عطاءؒ کا قول نقل کیا ہے آدمی کے مرنے کے بعد اس کے

متعلقین کی طرف سے اس کے لئے غلاموں کو آزاد کرنا اور حج اور خیرات کرنا اس کے پیچھے پیچھے پہنچ جاتا ہے۔

(۲) ابن سعدؒ نے حضرت قاسم بن محمدؒ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کے لئے ان کے موروثی غلاموں میں سے ایک غلام کو آزاد کیا آپ کو امید تھی کہ اس کا فائدہ حضرت عبدالرحمٰن کو مرنے کے بعد پہنچے گا۔

(۳) خلالیؒ نے شعبیؒ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ انصار میں جب کوئی شخص مر جاتا تھا تو لوگ اس کی قبر پر آتے جاتے (ایصال ثواب کے لئے) قرآن پڑھا کرتے تھے۔

(۴) احیاء العلوم میں امام احمد بن حنبلؒ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۂ فاتحہ اور معوذتین اور قل هو الله احد پڑھا کرو اور اس کا ثواب اس قبرستان کے مردوں کو بخش دیا کرو تمہارا پڑھنا (یعنی پڑھنے کا ثواب) ان کو پہنچ جائے گا۔ (تفسیر مظہری ج ۱۲)

(۵) حضرت ربیعؒ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی" میں انسان سے "کافر" مراد ہے ایمان والے کو اپنے عمل کا ثواب بھی ملتا ہے، اور دوسرے کے عمل کا ثواب بھی ملتا ہے (اگر دوسرا شخص چاہے خواہ نیت کر کے یا دعا کر کے) (روح المعانی ۲۷/۱۰۱)

اجتماعی قرآن خوانی

حضرت مولانا مفتی عبدالروف صاحب سکھروی نے فرمایا: میں اس وقت ایک ایسی بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں، جس کا آج ہمارے معاشرے میں بہت زیادہ رواج ہو گیا ہے؛ لیکن حدیث وسنت میں اس کی کوئی شکل وصورت نظر نہیں آتی ہے، وہ یہ کہ ہمارے معاشرے میں جب کسی شخص کا انتقال ہو جاتا ہے، تو قبرستان ہی میں دفن کے بعد اس کے لئے قرآن خوانی کا اعلان ہوتا ہے؛ بلکہ بعض اوقات اخبارات میں بھی یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ "فلاں شخص کی قرآن خوانی فلاں تاریخ کو فلاں وقت ہو گی" پھر لوگ اس اجتماعی قرآن خوانی میں شرکت کا بطور خاص اہتمام کرتے ہیں۔ (حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں اور خلفاء راشدینؓ کے دور میں اس کا رواج نہیں تھا)

رواجی قرآن خوانی ثابت نہیں

جب ہم اس اجتماعی اور رواجی قرآن خوانی کو حضور ﷺ کی حیات طیبہ اور صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں اوران کی تعلیمات میں تلاش کرتے ہیں، تو اس ''رائج الوقت صورت حال'' اور اسکے لوازم کے ساتھ اس کا کہیں سراغ نہیں ملتا ہے، اگر واقعی یہ کوئی پسندیدہ اور مسنون عمل ہوتا تو ظاہر ہے حضور اقدس ﷺ خود اس کا اہتمام فرماتے؛ اس لئے کہ آپ کے سامنے آپ کے بہت سے پیارے پیارے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا انتقال ہوا، آپ کی بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا انتقال ہوا۔ آپ کی اکثر بیٹیوں کا انتقال ہوا رضی اللہ عنہن، آپ کے صاحب زادوں کا انتقال ہوا اور آپ کے قریب ترین عزیزوں کا انتقال ہوا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین؛ لیکن ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا، جس میں آپ نے صحابہ کرامؓ کو باقاعدہ اعلان کر کے کہیں جمع ہونے کے لئے کہا ہو'' کہ میرے فلاں عزیز کا انتقال ہو گیا ہے، آپ سب لوگ مسجد نبوی میں جمع ہو جائیں۔ وہاں ہم سب اکٹھے ہو کر قرآن شریف ختم کریں گے، اوران کے لئے ایصال ثواب کریں گے'' اور جب حضور ﷺ کی زندگی میں ایسا عمل نہیں ملتا ہے تو بعد کے زمانے میں بھی ملنا مشکل ہے، اسی لئے حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کے زمانے میں بھی ایسا کوئی عمل نہیں ملتا ہے جس کو ہم سند اور دلیل کے طور پر پیش کر سکیں۔

رواجی قرآن خوانی اسلاف کی نظر میں (از مرتب)

❁ (شرح سفر السعادت میں لکھا ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ و دیگر سلف صالحین کے یہاں یہ معمول نہیں تھا کہ میت کے لئے سوائے نماز جنازہ کے دوسرے کسی موقعہ پر جمع ہوتے ہوں اور قرآن خوانی کرتے ہوں نہ قبر پر اور نہ دیگر کسی مقام پر یہ تمام رواج ورسوم بدعت اور مکروہ ہیں۔ (شرح سفر السعادت ص: ۲۷۳، اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۱۰۰)

✿ زاد المعاد میں ہے :

وَلَمْ يَكُنْ مِنْ هَدْيِهِ أَنْ يَّجْتَمِعَ لِلْعَزَاءِ وَيَقْرَءُ لَهُ الْقُرْآنَ لَا عِنْدَ قَبْرِهِ وَلَا غَيْرِهِ وَكُلُّ هٰذِهِ بِدْعَةٌ حَادِثَةٌ مَكْرُوهَةٌ .

(زاد المعاد ۱:۱۵۰، مصری)

یعنی آنحضرت ﷺ کا یہ طریقہ نہیں تھا کہ تعزیت کے لئے جمع ہوں (معلوم ہوا کہ تعزیتی جلسہ غیر مسنون عمل ہے) اور قرآن خوانی کریں نہ قبر کے پاس نہ کسی اور جگہ، یہ سب باتیں بدعت ہیں (بعد کے لوگوں کی) ایجاد کردہ ہیں، مکروہ (وناپسندیدہ ہیں)

✿ ویکره اجتماعهم عندهٗ للتعزية. (جامع الرموز ۱/۱۲۸)

تعزیت کے لئے اہل میت کے یہاں اجتماع کرنا مکروہ ہے۔

✿ حضرت جریر بن عبداللہ رضی تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ ہم لوگ ''میت کے گھر جمع ہونے'' اور ''وہاں کھانا تیار کرنے'' کو نوحہ میں سے شمار کرتے تھے (رواہ الامام احمد وابن ماجہ باسناد صحیح، در المختار ۲/۲۴۰)

✿ ایک سوال کے جواب میں فتاوی رشیدیہ میں لکھا ہے: مجتمع ہونا عزیز واقارب وغیرہم کا واسطے پڑھنے قرآن مجید کے، یا کلمۂ طیبہ کے جمع ہو کر روزِ وفات میت کے یا دوسرے روز یا تیسرے روز بدعت ومکروہ ہے، شرع شریف میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے کتاب القاب الاحتساب میں لکھا ہے: ان ختم القرآن جهرا بالجماعة ويسمى پاره خواندن مكروه. (فتاوی رشیدیہ/۱۵۵)

مروجہ قرآن خوانی کی خرابیاں

مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی نے اپنے بیان میں اس رسمی قرآن خوانی میں پائی جانے والی خرابیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

پہلی خرابی وقباحت تو یہ ہے کہ اس طرح جمع ہو کر قرآن شریف پڑھنا زیادہ سے زیادہ ایک نفلی کام ہے، نہ فرض ہے، نہ واجب اور نہ سنت، اور نفلی کام کے لئے لوگوں کو اکٹھا کرنا، جمع کرنا، بلانا، اور جمع نہ ہونے پر اعتراض ہونا، اور دل میں کدورت وشکایت پیدا ہونا کہ صاحب! ہم نے آپ کو بلایا تھا، مگر آپ نے شرکت نہیں کی، یہ عمل شریعت کے اندر ناپسندیدہ ہے، شریعت کی اصطلاح میں اس کو ''تداعی'' کہا جاتا ہے۔ یعنی ایسا عمل جو شرعاً نہ فرض ہے، نہ واجب ہے؛ لیکن

ہم اس کے لئے لوگوں کے جمع ہونے کو اتنی اہمیت دیں کہ اگر وہ شرکت نہ کریں تو اس کی وجہ سے ان کی طرف سے دل میں کدورت پیدا ہو، اور ان پر اعتراض دل میں پیدا ہو، یا ان کو اس پر طعنہ دیا جائے کہ آپ نے شرکت نہیں کی؟ یہ تداعی ہے، مذہب اسے پسند نہیں کرتا ہے۔

شرکا کی طرف سے نمائش اور دکھاوا

دوسری خرابی وقباحت اس کے اندر یہ ہے کہ اس قرآن خوانی میں عموماً شرکت بطور دکھاوے کے ہوتی ہے خالصۃً اللہ کے لئے نہیں ہوتی؛ اس کے برخلاف اگر جمع ہونے کی پابندی نہ ہو؛ بلکہ یہ اعلان ہو جائے کہ ہر شخص مرنے والے کے لئے جہاں اور جب بھی اور جس کو جتنی توفیق ہو حسب توفیق وہ ایصال ثواب کر دے، آپ حضرات کا مرحوم پر احسان ہوگا'' تو اس صورت میں جو شخص جتنا ایصال ثواب کرے گا، خالصۃً اللہ کے لئے کرے گا، اللہ کی رضا کے لئے کرے گا، اب اگر تھوڑا عمل بھی کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرے گا تو وہ بہتر ہوگا، بہ نسبت اس کے کہ قرآن خوانی میں دکھاوے کے لئے اور حاضری میں نام لکھوانے کے لئے شرکت کریں، اس طرح اس کے شرکت کرنے میں اور قرآن پڑھنے میں وہ خلوص نہیں رہا۔ (اور بغیر اخلاص کے عمل قبول نہیں ہوتا ہے)

مرتب کہتا ہے: شامی میں اس قسم کی قرآن خوانی اور رسمی تقریبات کے متعلق معراج الدرایہ سے نقل فرماتے ہیں: ھذہ الأفعال کلھا للسمعة والریاء فیحترز عنھا لأنھم لایریدون بھا وجه اللہ تعالیٰ. (شامی ۱/ ۸۴۲)

یعنی یہ سارے افعال محض دکھاوے اور نام ونمود کے لئے ہوتے ہیں، لہذا ان افعال سے احتراز وپرہیز کرنا چاہئے اس لئے کہ یہ صرف شہرت اور نام ونمود کے لئے ہوتا ہے عموماً ان میں اخلاص نہیں ہوتا ہے، رضائے الٰہی مطلوب ومقصود نہیں ہوتا ہے۔

بہت سے لوگ اس لئے شرکت کرتے ہیں کہ اگر نہیں جائیں گے تو اہل میت ناراض ہوں گے اور بہت سے لوگ صرف شیرینی اور کھانے کی غرض سے حاضری دیتے ہیں، تو جب اخلاص ہی نہیں ہے تو ثواب کہاں ملے گا؟ اور جب پڑھنے والا ہی ثواب سے محروم ہے تو پھر ایصال ثواب کس طرح ہوگا؟

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

’’جس طریق سے آج کل قرآن شریف پڑھ کر ایصال ثواب کیا جاتا ہے یہ صورت مروجہ ٹھیک نہیں، ہاں احباب خاص سے کہہ دیا جائے کہ اپنے اپنے مقام پر حسب توفیق پڑھ کر ثواب پہنچادیں۔ الی قولہ۔ چاہے تین مرتبہ قل ہو اللہ احد (سورۂ اخلاص) ہی پڑھ کر بخش دیں جس سے ایک قرآن کا ثواب مل جائے گا، یہ اس سے بھی اچھا ہے کہ اجتماعی صورت میں دس قرآن ختم کئے جائیں، اس میں اکثر اہل میت کو جتلانا ہوتا ہے، اور اللہ کے یہاں تھوڑے بہت کو نہیں دیکھا جاتا، خلوص اور نیت دیکھی جاتی ہے، چنانچہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ میرا ایک صحابی ایک مد جو خیرات کرے اور غیر صحابی احد پہاڑ کے برابر سونا، تو وہ اس درجہ کو نہیں پہنچ پاتا، یہ فرق خلوص اور عدم خلوص کا ہے، کیونکہ جو خلوص ایک صحابی کا ہوگا وہ غیر صحابی کا نہیں ہوسکتا‘‘۔ (انفاس عیسیٰ ص:۲۳۶ مکتبہ اشرفیہ ممبئی)

قرآن کریم کی حق تلفی

تیسری خرابی وقباحت یہ ہے کہ ایسے موقع پر لوگ عموماً جلدی جلدی قرآن شریف پڑھتے ہیں جسمیں حروف کی ادائیگی صحیح نہیں ہوتی ہے، کٹ کٹ کر حروف ادا ہوتے ہیں۔ غنہ، اخفاء اظہار کی ادائیگی بھی نہیں ہوتی ہے، اور الٹا سیدھا قرآن کریم پڑھنے کی وجہ سے پڑھنے والے لعنت کے مستحق ہوتے ہیں؛ کیوں کہ بعض آثار میں ہے کہ ’’بہت سے قرآن شریف پڑھنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ قرآن شریف ان پر لعنت کرتا ہے‘‘ جنانچہ علماء کرام نے اس کی تشریح میں فرمائی ہے کہ اگر قرآن شریف کے حروف کی ادائے گی صحیح نہ ہو، تو قرآن شریف اپنے پڑھنے والوں پر لعنت کرتا ہے، اور جب قرآن شریف لعنت کررہا ہو تو اس پر ثواب کیا ملے گا؟ بلکہ پڑھنے والا اور گناہ گار ہورہا ہے؛ کیوں کہ قرآن شریف کے الفاظ کو تجوید کے مطابق صحیح مخارج سے ادا کرنا واجب ہے، اور واجب کی خلاف ورزی کے گناہ ہونے میں کیا شبہ ہے؟

رسمی محفلیں واقعات کی روشنی میں (از مرتب)

مدرسہ شاہی مراد آباد کے ایک استاذ کا بیان ہے کہ ’’جہالت زدہ مسلک وعقیدہ‘‘ کے ایک

صاحب میرے پاس آئے کہ قرآن خوانی کے لئے کچھ طلبہ کی ضرورت ہے، میں نے ان کو مدرسہ شاہی کے اصول سے مطلع کر دیا کہ "یہاں سے طلبہ نہ قرآن خوانی کیلئے کہیں جاتے ہیں اور نہ ہی کسی قسم کی دعوت کھانے کیلئے کسی کے دروازے پر جاتے ہیں" پھر بھی داعی کا اصرار رہا کہ میرے یہاں بھیجد یجئے میں آپ کا بڑا ممنون ومشکور ہونگا، استاذ صاحب نے کہا آپ اپنے خیال وعقیدہ کے مدرسے میں چلے جایئے وہاں سے آپ کو آسانی کے ساتھ طلبہ مل جائیں گے، تو انھوں نے کہا مجھے شاہی کے طلبہ کی ضرورت ہے کیونکہ اپنے خیال کے مدرسہ والوں کے سلسلے میں میرا ایک بڑا تلخ تجربہ ہے جس کی وجہ سے وہاں کے طلبہ پر مجھے اطمینان نہیں، ایک مرتبہ میں نے فلاں مدرسہ کے بچوں کو بڑے اہتمام سے قرآن خوانی کے لئے بلایا ان کے ہاتھوں میں پارے دیئے اور خود چائے لینے کے لئے چلا گیا چند منٹ کے بعد کسی ضرورت سے واپس آیا تو دیکھا کہ پارے ایک طرف کو رکھے ہوئے ہیں اور طلبہ بات چیت میں مصروف ہیں دریافت کرنے پر بتایا کہ "مکمل قرآن پڑھا جاچکا ہے" حالانکہ اتنے کم وقت میں قرآن پاک مکمل ہونا ممکن نہیں، بس میں نے اسی وقت طے کر لیا اس مدرسہ کے بچوں کو اب نہیں بلانا ہے۔

راقم الحروف (بندہ خورشید انور) عرض کرتا ہے کہ مجھے بھی ایک مرتبہ لال باغ کی ایک مسجد میں "آیت کریمہ" کے ختم کے موقع پر اسی قسم کا بڑا تلخ تجربہ ہوا میں نے دیکھا کہ "آیت کریمہ پڑھنے والوں میں ایک صاحب ایسے بھی ہیں جن کی زبان اور ہونٹوں پر خاموشی کی مہر لگی ہوئی ہے اور انگلیاں بڑی برق رفتاری کے ساتھ دانے گرانے میں مصروف ہیں"۔ الحمد للہ میں نے اسی مجلس میں بر سر منبر اسپر نکیر کی اور عرض کیا کہ ایک صاحب تو یہ ہیں جن پر میری نظر پڑ گئی ان کے علاوہ نہ جانے کتنے لوگ ایسے ہوں گے؟ جو "بغیر پڑھے" ہزاروں دانے "پڑھے دانوں" میں شامل کرتے رہے ہوں گے۔ لوگ سمجھ رہے ہیں کہ سوا لاکھ کی تعداد میں آیت کریمہ پڑھی گئی ہے لیکن ان "کالی بھیڑوں" کی کاہلی اور ذکر اللہ سے عدم دلچسپی کیوجہ سے سیکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد کم رہ گئی۔

خواجہ پندارد کہ دارد حاصلے   حاصلِ خواجہ بجز پندار نیست

اس لئے ایسی رسمی عبادتوں کی تہہ تک پہنچنے اور ان سے بچنے کی ضرورت ہے، "یقین کیجئے کہ اس اجتماعی ذکر وتلاوت سے بدر جہا بہتر ومفید ہے انفرادی عبادت"۔

بس رسم پوری کرنے کو حاضری ہو جاتی ہے

ارباب ہوش وخرد اور اہل عقل وفہم جانتے ہیں کہ دین و مذہب سے بے رغبتی کے اس دور میں اس قسم کی ''نازیبا حرکتیں'' بہت عام ہو چکی ہیں جو لوگ ''اپنی آخرت'' سے بے فکر ہیں اپنے لئے تلاوت، تسبیحات اور نوافل بلکہ فرائض کا بھی اہتمام نہیں کرتے ہیں وہ ''دوسروں'' کے لئے، یا دوسروں کے اعزاء واقارب کے لئے کیوں زحمت اٹھانے لگے؟ بس رسم پوری کرنے کو حاضری ہو جاتی ہے اور شکوہ شکایات سے بچنے کی خاطر کچھ پڑھنا ہو جاتا ہے، بہر حال اس طرح کی ''رسمی محفلیں'' عموماً بے سود و بے فائدہ اور دھوکہ پر مبنی ہوتی ہیں۔ اگر کسی کو یہ غلط فہمی ہو کہ ایسی محفلوں میں جہاں کاھل اور کالی بھیڑیں ہوتی ہیں وہیں بہت سے صلحاء اور اللہ کے نیک بندے بھی شریک ہوتے ہیں جنکی برکت سے امید ہے کہ یہ اعمال صالحہ قبول ہو جائیں گے تو اسے یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ: جان بوجھ کر ''سنت کے خلاف'' جو عمل کئے جاتے ہیں وہ اخلاص کے باوجود قبول نہیں ہوتے ہیں حدیث پاک میں ہے "من عمل عملا لیس علیه امرنا فهو رد". (مسلم شریف ۲/۷۷) یعنی جو شخص ایسا کام کرے جو ہمارے دین میں نہیں ہے وہ مردود ہے۔ (تفصیل آگے آرہی ہے)

سجدۂ تلاوت سے چشم پوشی

چوتھی خرابی وقباحت یہ ہے کہ اس اجتماعی قرآن خوانی میں قرآن شریف تو سب پڑھ لیتے ہیں؛ لیکن سجدۂ تلاوت کرنے والے نظر نہیں آتے، اس طرح سجدۂ تلاوت ان کے ذمہ واجب رہ جاتا ہے، اب آپ دیکھیں کہ قرآن شریف پڑھنے کا جو عمل نفل تھا وہ تو ادا کرلیا؛ لیکن واجب اپنی گردن پر رہ گیا، اور پھر ساری عمر ان سجدوں کو ادا کرنے کی توفیق نہیں ہوتی، ظاہر ہے یہ لوگ یوں ہی دنیا سے رخصت ہو جائیں گے، اور وہ واجب اپنے ذمہ لے جائیں گے۔ پھر اللہ کے یہاں اس پر پکڑ ہوگی۔

میت کے اہل خانہ کی طرف سے ریا کاری

پانچویں خرابی وقباحت: اس اجتماعی قرآن خوانی میں (اہل خانہ کی طرف سے بھی) باقاعدہ نام ونمود اور نمائش ہوتی ہے، اور اس کا باقاعدہ پرچار کیا جاتا ہے، اور فخر کے طور پر بیان کیا جاتا ہے

کہ والد صاحب کی قرآن خوانی میں اتنے لوگ جمع ہوئے تھے، اتنے قرآن ختم ہوئے تھے، فلاں افسر بھی تشریف لائے تھے، اتنا بڑا اجتماع ہوا تھا، یہ سب کیا ہے؟ یہ سب نام ونمود اور نمائش ہے، اور سب مسلمان جانتے ہیں کہ شریعت میں دکھاوا اور نمائش نہایت مذموم چیز ہے، ریا کاری کے ذریعہ انسان کا بڑے سے بڑا عمل ضائع ہو جاتا ہے، حدیث شریف کے مطابق ''جس طرح آگ میں لکڑی جل کر ختم ہو جاتی ہے، اسی طرح نیک عمل بھی ریا کاری کی وجہ سے ختم اور بھسم ہو جاتا ہے'' وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول نہیں ہوتا ہے، لہٰذا یہ عمل جسے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کرنا تھا، اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا تھا، ریا کاری نے اس سارے عمل کو آگ لگا دی، اس میں ثواب تو ملا نہیں، الٹا ریا کاری کا گناہ سر پڑ گیا۔

کھلانے پلانے کا بے جا تکلف اور ثواب سے محرومی

چھٹی خرابی وقباحت: اجتماعی قرآن خوانی میں کھانے پینے کا بھی خصوصی اہتمام کرنا پڑتا ہے، اگر اس کا اہتمام وانتظام نہ ہو تو لوگوں کو اعتراض ہوتا ہے برا مانتے ہیں علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر قرآن خوانی کے لئے اجتماع ہو اور اسمیں کھانے پینے کا بھی انتظام ہو یا کسی چیز کے بانٹنے کا رواج ہو تو وہ حقیقت میں تلاوتِ قرآن کا معاوضہ ہے (بیان) (راقم الحروف عرض کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض علاقوں میں رواج ہے کہ فی پارہ کے حساب سے پیکٹ تیار کئے جاتے ہیں پھر جو جتنے پارے پڑھتا ہے اسے اتنے پیکٹ دیئے جاتے ہیں فتاوی بزازیہ میں ہے:

ویُکرہُ اتخاذ الدعوۃ لقراءۃ وجمع الصلحاء والقراء للختم أو لقراءۃ سورۃ الأنعام أو الإخلاص...... فالحاصل أن اتخاذ الطعام عند قراءۃ القرآن لأجل الأكل يكرہ.

(ایصال ثواب کا یہ طریقہ) کہ ختم قرآن پاک کے لئے یا سورۂ انعام یا سورۂ اخلاص پڑھنے کے لئے صلحاء اور قراء کو دعوت دے کر جمع کرنا اور کھانے کا اہتمام کرنا مکروہ وممنوع ہے۔

(بزازیه علی هامش الهندیه ٤:٨١)

خلافِ سنت جو کام رواج پاتے ہیں ان سب کا یہی حال ہوتا ہے کہ ان کی شروعات خواہ اچھی ہو انجام بہر حال برا ہوتا ہے، یاد رہے کہ قرآن خوانی یا ایصال ثواب کا معاوضہ لینا ناجائز اور گناہ کا کام ہے جس کی وجہ سے خود قرآن پڑھنے والا ثواب سے محروم رہ جاتا ہے، غور فرمایئے محروم و تہی دست کسی کو کیا دے سکتا ہے؟ اس کے پاس دینے کے لئے کچھ نہیں ہے۔

سب سے بڑی خرابی

یہ ہے کہ یہ کام خلاف سنت، ایجاد بندہ ہے جبکہ اتباع سنت کے بغیر اللہ کے یہاں کوئی عبادت مقبول نہیں۔

اتباع سنت کے بغیر کوئی عمل صحیح نہیں

ارشاد خداوندی ہے: وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ (سورۂ نساء) یعنی اس شخص سے بہتر کسی کا طریقہ نہیں ہوسکتا جس میں دو باتیں پائی جائیں: ایک (اَسْلَمَ وَجْهَهٗ) اپنی ذات کو اللہ کے سپرد کردے، ریاکاری، دنیا سازی شہرت اور ناموری کیلئے نہیں بلکہ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے عمل کرے، دوسرے (وَهُوَ مُحْسِنٌ) یعنی اور وہ عمل بھی درست طریقہ پر کرے، امام تفسیر ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: درست طریقہ پر عمل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس عمل کا طرز خود ساختہ نہ ہو بلکہ شریعت مطہرہ کے بتلائے ہوئے طریقہ پر ہو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق ہو۔ (معارف القرآن ۲:۵۵۵، سورۂ نساء، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

معلوم ہوا کہ اللہ کی بارگاہ میں کسی بھی عمل کے مقبول ہونے کی دو شرطیں ہیں: ایک یہ کہ اخلاص کے ساتھ ہو اور دوسرے یہ کہ سنت کے مطابق ہو، جو عمل اخلاص سے خالی ہے وہ بھی ناقابل قبول ہے اور جو عمل سنت کے خلاف ہے خواہ کتنی ہی نیک نیتی کے ساتھ کیا جائے اللہ تعالیٰ کے یہاں ناقابل قبول ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے: عمل مقبول وہ ہے جو خالص اور صواب ہو، خالص: وہ عمل جو محض اللہ کی رضاء وخوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا جائے، اور صواب: وہ عمل ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو، اگر کوئی عمل خالص ہے مگر صواب اور سنت کے مطابق نہیں تو وہ اللہ کی بارگاہ عالی میں مقبول نہیں اسی طرح جو عمل صواب ہو مگر خالص نہ ہو وہ بھی مقبول نہیں۔ (تفسیر کبیر ۸، سورۂ ملک)

✿ محدث وقت حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لَا یَسْتَقِیْمُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ وَنِیَّۃٌ اِلَّا بِمُوَافَقَۃِ السُّنَّۃِ (تلبیس ابلیس ص ۹) یعنی کوئی قول اور عمل اور نیت درست وصحیح نہیں جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق نہ ہو۔

✿ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَایُقْبَلُ قَوْلٌ بِلَا عَمَلٍ وَلَا عَمَلٌ بِلَا اِخْلَاصٍ وَاِصَابَۃِ السُّنَّۃِ. (الفتح الربانی ۱:۱۴، مجلس: ۲)

یعنی کوئی قول عمل کے بغیر قابلِ قبول نہیں اور کوئی عمل اس وقت تک مقبول نہیں جب تک اس میں اخلاص نہ ہو اور سنت کے مطابق نہ ہو۔

✿ خواجہ معصوم سرہندیؒ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: سنت نبوی کی روشنی کے بغیر صراط مستقیم دشوار ہے، اور راہِ نبوت اختیار کئے بغیر حصولِ نجات محض خیال ہے (مکتوب نمبر ۲۲ بنام محمد حنیف)

✿ شیخ سعدی رحمۃ اللہ نے اسی مضمون کو اشعار میں بیان فرمایا ہے:

بہ زہد وورع کوش وصدق وصفا ✿ ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

یعنی پرہیزگاری و پارسائی وسچائی اور صفائی قلب کی کوشش میں لگ جا، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ بڑھ، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا اور جتنا کیا ہے تم بھی ویسا ہی اور اتنا ہی کرو، اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہ کرو۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید ✿ کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

جو شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ سے کٹ کر چلے گا وہ کبھی منزلِ مقصود پر نہ پہنچ سکے گا۔

مپندار سعدی کہ راہ صفا ✿ تواں یافت جز بر پے مصطفیٰ

سعدی! ایسا گمان ہرگز نہ کر کہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ کے نقش قدم پر چلے بغیر صراطِ مستقیم اور سیدھا راستہ پا سکے گا۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ✿ کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

اے اعرابی! مجھے ڈر ہے کہ تو کعبۃ اللہ تک نہ پہونچ سکے گا اس لئے کہ تو نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ (مکہ کے بجائے) ''ترکستان'' کا ہے۔ (سنت کی عظمت، بدعت کی قباحت)

سنت میں راحت اور خلاف سنت زحمت ہی زحمت

مفتی صاحب نے مزید فرمایا: دیکھئے! اس اجتماعی قرآن خوانی میں کتنی قباحتیں جمع ہوگئی ہیں۔ اور یہ قباحتیں اس لئے جمع ہوئیں کہ ہم نے سنت کا راستہ چھوڑ دیا، اپنی طرف سے ایک نیا طریقہ ایجاد کر لیا اگر سنت پر قائم رہتے تو ان میں سے کوئی خرابی نہ ہوتی۔ اور اب بھی اگر ہم اس مروجہ قرآن خوانی کو چھوڑ کر سنت پر آجائیں تو انشاء اللہ راحت میں، عافیت میں اور سہولت میں آجائیں گے، اور (سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ) قرآن خوانی کا اصل مقصد حاصل ہو جائے گا، یعنی مرحوم کو ثواب مل جائے گا۔

ایصال ثواب کرنا بہت آسان ہے

ایصال ثواب کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہر آدمی مرحوم کے انتقال کے بعد از خود انفرادی طور پر جس سے جتنا ہو سکے، اتنا پڑھ کر مرحوم کو ثواب پہنچا دے، اجتماع کی کوئی پابندی نہیں، قرآن شریف ختم کرنے کی کوئی پابندی نہیں، اور کسی خاص مقدار کی کوئی پابندی نہیں؛ بلکہ تلاوتِ قرآن شریف کی بھی پابندی نہیں، چاہو تو نفل نماز پڑھ کر اس کا ثواب پہنچا دو، دو روپے خیرات کر کے اس کا ثواب پہنچا دو، یا سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر کی تسبیح پڑھ کر اس کا ثواب پہنچا دو، اور یہ بھی کافی ہے کہ گڑ گڑا کر، توجہ اور دھیان سے اللہ تعالیٰ سے دعا کر دو اے اللہ! فلاں کی مغفرت فرما، اس پر رحم فرما، اس کو عافیت عطا فرما، اس کو عذاب قبر سے نجات عطا فرما، اس کو دوزخ سے نجات عطا فرما، اور جنت الفردوس عطا فرما، حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب ایک زندہ شخص مرنے والے کے لئے یہ دعا کرتا ہے: اے اللہ! اس کی مغفرت فرما، اور اس پر رحم فرما، تو اللہ تعالیٰ پہاڑوں کے برابر ثواب اس کی قبر میں داخل فرما دیتے ہیں، دیکھئے: نہ قرآن شریف ختم ہوا، نہ دو روپئے خیرات ہوئے، نہ دو نفل پڑھی، نہ دو تسبیحات پڑھیں؛ بلکہ صرف اس کے لئے دعا کر دی تو یہ دعا بھی اس کے لئے نافع و مفید ہے۔ ہر آدمی آسانی کے ساتھ یہ دعا کر سکتا ہے۔، دیکھئے ایصال ثواب کس قدر آسان عمل ہے! ہماری نادانی ہے کہ ہم نے طرح طرح کی رسموں کے ذریعہ اسے مشکل بنا رکھا ہے۔

ایصال ثواب سے اپنے ثواب میں کمی نہیں آتی

نفل عبادت کا ثواب کسی مرحوم کو پہنچانے سے عبادت کرنے والے کے ثواب میں کمی نہیں آتی، چنانچہ حدیث شریف میں ہے اگر کوئی شخص کسی روزہ دار کا روزہ کھلوادے تو اللہ تعالیٰ روزہ کھولنے والے کے روزے کا ثواب روزہ کھلوانے والے کو عطا فرمادیتے ہیں، اور روزہ کھولنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آتی، اس لئے آپ جو کچھ پڑھ کر ایصال ثواب کریں گے آپ کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی، حضرت حاجی امداداللہ صاحب اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہما کا یہی مسلک ہے کہ ایصال ثواب کرنے سے پڑھنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آتی ہے۔ شامی میں اسی کو اہل سنت والجماعت کا مسلک بتایا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو شامی ۵۲/۳، ۱۵۱) حامی بدعات احمد رضا خاں نے اس موقع پر علماء حق پر یہ غلط الزام لگایا ہے کہ "وہابیہ نے لکھا ہے کہ یہ نیابت ہوئی یعنی اس ہبہ کرنے والے نے اس کی طرف سے یہ عمل کیا، اب اس کے لئے کوئی ثواب نہیں"۔ (الملفوظ ۳۶/۴)

ایصال ثواب سے ثواب کم نہ ہونے کی دو مثالیں

نفل عبادت کا ثواب دوسروں کو پہنچانے سے خود کرنے والے کے ثواب میں کمی نہیں آتی، اس کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے دو مثالوں کے ذریعہ سمجھایا ہے، ایک مثال تو یہ بیان فرمائی کہ دیکھو ایک چراغ سے سو(۱۰۰) چراغ جلا سکتے ہیں۔ اس سے پہلے والے چراغ کی روشنی میں کوئی کمی نہیں آتی، سو چراغ بھی روشن ہوگئے۔ اور پہلا چراغ بدستور روشن ہے، اور دوسری مثال علم ہے کہ ایک عالم ساری عمر درس دیتا ہے، اور لوگوں کو پڑھاتا ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے اس کے علم میں کمی نہیں آتی، بلکہ علم میں اور ترقی ہوتی ہے یہ نہیں ہوتا کہ ایک استاذ نے آج ایک کتاب پڑھا کر ختم کردی اب وہ استاذ بھول گیا، اور شاگرد عالم بن گیا، اور جب شاگرد نے آگے دوسرے کو پڑھائی تو شاگرد بھی بھول گیا اور جاہل ہوگیا؛ بلکہ ہوتا یہ ہے کہ استاذ ساری زندگی کتاب پڑھاتا رہتا ہے اور پھر اس کے شاگرد بھی اس کی زندگی میں پڑھانا شروع کردیتے ہیں، اور کسی کے علم میں کمی نہیں

ہوتی، اسی طرح ثواب بھی علم کی طرح ایک معنوی چیز ہے، وہ ایک نور ہے جس طرح چراغ ایک مادی نور ہے، اسی طرح ثواب آخرت کا روحانی نور ہے، اور جب دنیا کے مادی نور میں کوئی کمی نہیں آتی، تو آخرت کا ثواب جو اس سے بدرجہ اعلیٰ لطیف اور بڑھ کر ہے، اس میں کمی کیسے آسکتی ہے؟

ایصال ثواب کا صحیح طریقہ

اب سوال یہ ہے کہ ایصال ثواب کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ تو ایصال ثواب کا طریقہ یہ ہے کہ جو بھی نیک کام یعنی نفلی عبادت ہو اسے کرنے سے پہلے یہ نیت کرلی جائے کہ اس کا ثواب فلاں کو پہنچ جائے یا اس کے کرنے کے بعد یہ دعا کرلی جائے ''اے اللہ! میں نے جو یہ کام کیا ہے، اپنی رحمت سے اسے قبول فرمالیجئے اور اس کا پورا پورا ثواب عطا فرمایئے، اور یہ ثواب فلاں کی روح کو پہنچا دیجئے مثلاً میرے ماں باپ کو پہنچا دیجئے، میرے بھائی بہنوں کو پہنچا دیجئے، بس یہ ایصال ثواب کا طریقہ ہے، اور اگر اس کا ثواب تمام انبیاء کرام اور ان کی امتوں کو پہنچانا مقصود ہو تو یہ دعا کر لیجئے کہ یا اللہ! یہ نیک کام جو میں نے کیا ہے، اپنی رحمت سے اس کا پورا پورا ثواب عطا فرما، اور وہ ثواب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، اور تمام انبیاء کرام کو، اور آپ ﷺ کے چاروں خلفاء کو، آپ ﷺ کے تمام اہل خانہ کو اور تمام صحابہ، سارے تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین وسلف صالحینؒ، اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک جتنے مسلمان پیدا ہوئے ہیں، اور قیامت تک جتنے مسلمان پیدا ہوں گے۔ اور جو وفات پا چکے ہیں، اور جو زندہ ہیں اور مردوں کو بھی عورتوں کو بھی، اس کا ثواب پہنچا دیجئے'' اس طرح سب کو ثواب پہنچ جائے گا، اور آپ نے اتنے لوگوں کو ثواب پہنچانے کی جو نیکی کی ہے اس نیکی کا ثواب آپ کو الگ ملے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (بیان ختم)

مسئلہ : نابالغ کو اپنی حسنات اور نیکیوں کا ثواب ملتا ہے، لہٰذا غیر بھی اپنی حسنات کا ایصال ثواب (نابالغ کے لئے) کرسکتا ہے۔ (احسن الفتاوی، ۴/۲۰۵)